سیرت

حضرت جعفر طیارؓ

یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز سوانح عمری جس میں اسلام کی صداقت و حقانیت کے ایمان فزا مناظر اور مسلمانوں کی سرفروشی و جانبازی کے جان پرور سین موجود ہیں اور جو عربی کی مشہور اور قیمتی کتابوں سے تالیف کی گئی ہے

مؤلفہٗ

جناب مولوی ابو محمد امام الدین صاحب رام نگری

رفیق تحریر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

مدیر رسالہ ترجمان (فلاح الدارین) بنارس

مطبوعہ سلیمانی پریس بنارس باہتمام بابو پیارے لال صاحب

بار اول تعداد ایکہزار ۱۹۲۳ء

قیمت فی جلد [illegible] ـ ملنے کا پتہ: ابو محمد امام الدین رام نگر بنارس اسٹیٹ

۷۸۶

نذر

کمترین اس ناچیز تالیف کو اپنے پیر و مرشد قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی قاری سید شاہ محمد غلام محی الدین صاحب قبلہ لجی متع اللہ المسلمین بطول بقائہم کے نام نامی پر معنون کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کے انتساب کی برکت سے کمترین و تالیف کمترین کو مقبول دارین فرمائے۔ آمین۔

کمترین

ابو محمد امام الدین رام نگری

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	دیباچہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ	۲
۲	دیباچہ مؤلف	۳
۳	نام و نسب	۵
۴	ولادت	۶
۵	اسلام	۷
۶	ہجرت حبشہ	۱۰
۷	دربار حبشہ میں حضرت جعفر کی اسلام پر زبردست تقریر	۱۳
۸	دربار نجاشی میں حضرت جعفر کی بیباکانہ حق گوئی	۱۵
۹	حضرت جعفر کے ہاتھ پر شاہ حبشہ کا مسلمان ہونا	۱۶
۱۰	حضرت جعفر کی حبشہ سے واپسی	۲۰
۱۱	حضرت جعفر کی شہادت	۲۳
۱۲	حضرت جعفر کی شہادت کا اثر قلب نبوی پر	۳۰
۱۳	حضرت جعفر کا مرثیہ۔ اور حضرت جعفر کی اولاد	۳۳
۱۴	حضرت جعفر کی صورت و سیرت	۳۵
۱۵	حضرت جعفر کی سیرت سے سبق	۳۶
۱۶	حضرت جعفر کے فضائل	۴۰

اطلاع

سوانح عمری حضرت جعفر طیار۔ مصنف سے رام نگر ریاست بنارس کے پتہ سے اور حاجی عبدالقادر صاحب تاجر کتب دالمنڈی بنارس سے۔ اور منیجر صاحب رسالہ فلاح الدارین بنر کنڈہ بنارس سے مل سکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہٗ

میرے رفیق تحریر جناب مولوی حافظ ابو محمد امام الدین صاحب رام نگری نے یہ رسالہ تذکرہ جعفر طیار میں بہت اچھا تحریر فرمایا ہے۔ اسکی بہت ضرورت تھی کیونکہ اس قسم کے حالات و تذکرے آجکل کے ناواقف اور انگریزی تاریخ کی طرف مصروف مسلمانوں کیلئے نہایت مفید ہونگے جو اپنے بزرگوں کے احوال سے ناواقف ہیں۔

کوئی قوم اپنے بزرگونکی تاریخ سے ناواقف رہکر زندہ نہیں رہ سکتی اس رسالہ کو میں نے بلحاظ ماخذ و بلحاظ ترتیب و بلحاظ حالات عمدہ پایا۔

چھوٹی عمر والوں خصوصاً انگریزی پڑھنے والے مسلمانوں کی معلومات کے لئے یقیناً ضروری چیز ہے۔

اُمید ہے کہ مسلمان اس رسالہ کی قدر کرینگے۔

راقم حسن نظامی

دہلی۔ ۵۔ صفر ۱۳۴۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مؤلف

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں

مسلمانوں کی ذلت کا سبب ایک اور صرف ایک ہے جن اوصاف کی موجودگی نے مسلمانوں کو اشرف الامم بنا یا تھا انہیں اوصاف کے فقدان نے انکو ارذل الاقوام بنا دیا وہ اوصاف کیا تھے؟ اس کا بہترین جواب خیر القرون کے بزرگان اسلام کے حالات طیبات ہی سے مِلسکتا ہے جنکو بارگاہ خداوندی سے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا تمغۂ امتیاز عطا ہوا تھا، اور جنہوں نے چند سال کی قلیل مدت میں ایوان کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، تخت قیصر کے تختے اُلٹ دئیے، مدعی ربوبیت فرعون کے دار السلطنت کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر ڈالا اور اللہ اکبر کی پُر جلال صدا سے گنگا کی موجوں کو درہم برہم اور بتخانۂ ہند کو متزلزل کر دیا۔

اس رسالہ میں اسی عہد زریں کے ایک شریک امتیاز کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ابن عم حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا، برادر حضرت علی مرتضےٰ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے سوانح مقدسہ ہیں، آپ ان کے عادات و اخلاق سے اپنی عادات و اخلاق کا مقابلہ کیجئے اگر اپنی عادات و اخلاق کو انکے عادات و اخلاق کے منافی پائیے اور ضرور پائیے گا تو اپنے عادات و اخلاق کو انکے عادات و اخلاق کے سانچے میں ڈھالئے پھر دیکھئے کسطرح آسمان عروج و اقبال پر آفتاب و ماہتاب بنکر چمکنے لگتے ہیں۔

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

اگر آپ نے اس رسالہ کی قدر کی اور اس سے فائدہ اوٹھایا تو انشاءاللہ اسکے بعد ہی حضرت ابوعبیدہ بن جراح فاتح شام اور حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران کی ولولہ انگیز سوانح عمریاں شایع ہونگی۔

اللہ تعالےٰ ہم کو اور آپ کو اپنے اسلاف کرام کے حالات طیبات سے واقف ہونے اور انکی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

راقم گزربات بنارس ۸ صفر ۱۳۴۴ھ { کمترین ابومحمد امام الدین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد اشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ المہتدین

نام ونسب

نام مبارک جعفر، کنیت ابو عبد اللہ، لقب طیار اور ذوالجناحین، آپ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد اور حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی تھے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصے حضرت جعفر کے باپ ابو طالب کے اسلام میں اختلاف ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر ہی میں تھے کہ آنحضرت کے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ چند سال میں آنحضرت کی والدہ کی بھی وفات ہوگئی اور آنحضرت اپنے دادا عبد المطلب کی تربیت میں آئے۔ عبد المطلب کے مرنیکے بعد ابو طالب آنحضرت کے کفیل ہوئے اور اپنی اولاد سے زیادہ شفقت ومحبت اور ہمدردی ودلسوزی سے آنحضرت کی پرورش کی۔ نبوت کے بعد جب تمام ملک اور خاندان آنحضرت کا جانی دشمن ہو گیا تھا ابو طالب ہر طرح آنحضرت کے جان نثار رہے۔ اور آخر عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد وحمایت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ سنہ ۱۰ نبوت میں مرے حضرت جعفر کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ تھا۔ ہاشم بن عبد مناف کی پوتی تھیں جناب فاطمہ اسلام لائیں اور ہجرت سے ممتاز ہوئیں۔ سنہ ۳ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت کو خبر ملی تو اونکے مکان پر تشریف لیگئے اور سرہانے بیٹھکر فرمایا "امی" پھر انکی بہت تعریف کی پیراہن شریف کفن کیلئے دیا قبرستان تک کبھی سرہانے اور کبھی پائنتی کی طرف کاندہا دیتے رہے۔

حضرت عمر فاروق حضرت ایوب انصاری اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ اور لحد کو اپنے دست مبارک سے کھودا اور اسکی مٹی باہر کی۔

پھر فرمایا

اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔

اے وہ خدا جو کہ سب کو پیدا کرتا اور مارتا ہے اور خود حی لایموت ہے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اپنے نبی اور مجھسے پہلے کے انبیاء کے وسیلہ سے بخشدے اور اسکے لئے اوسکی قبر کو وسیع کردے تو ارحم الرحمین ہے۔

دوسری روائتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر میں لیٹے۔ صحابہ کرام نے کفن کیلئے پیراہن دینے اور انکے قبر میں لیٹنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے انکو اپنے پیراہن کا کفن اسلئے دیا کہ انکو جنتی حُلّے نصیب ہوں اور قبر میں اسلئے لیٹا کہ اللہ تعالٰے انکی قبر کو وسیع کردے۔

انکے حق میں آنحضرت کا ارشاد ہے کہ ابوطالب کے بعد ان سے زیادہ میرا کوئی خیرخواہ نہ تھا۔[1]

حضرت جعفر کے بڑے بھائی کا نام حضرت عقیل تھا۔ جنکی کنیت ابوزید تھی صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے تھے اور غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے تھے یہ علم الانساب اور واقعات عرب کے ماہر تھے۔ امیر معاویہ کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ حضرت مسلم جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نقیب بنکر کوفہ گئے تھے انہی کے بیٹے تھے حضرت مسلم کے علاوہ حضرت عقیل کے دو بیٹے محمد اور عبدالرحمٰن بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ

يَا أَبَا زَيْدٍ إِنِّي أُحِبُّكَ حُبَّيْنِ حُبًّا لِقَرَابَتِكَ وَحُبًّا لِمَا كُنْتُ أَعْلَمُ مِنْ حُبِّ عَمِّي إِيَّاكَ[2]

اے ابوزید میں تمسے دوگونہ محبت رکھتا ہوں ایک محبت تو قرابت کیوجہ سے اور دوسری محبت اس بنا پر کہ میں جانتا ہوں کہ میرے چچا کو تمسے محبت تھی۔

حضرت جعفر کے بڑے بھائی طالب کو اسلام نہیں نصیب ہوا

[1] مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
[2] رحمۃ للعلمین جلد ۲ صفحہ ۸۱

حضرت جعفر کی ولادت

حضرت جعفر کا سال ولادت کسی کتاب میں نہیں ملا۔ علامہ ابن حجر نے "اصابہ" میں اور علامہ ابن عبد البر نے "الاستیعاب" میں صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ حضرت جعفر حضرت علی سے دس برس بڑے تھے۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سال ولادت میں متعدد اقوال ہیں ان میں زیادہ صحیح ۳۰ سنہ عام الفیل ہے۔ اس لحاظ سے حضرت جعفر کا سال پیدائش ۲۰ سنہ عام الفیل ہوتا ہے۔

آپ کا سال ولادت معلوم کرنے کا ایک اور طریقہ ہے ۸ھ میں آپکی شہادت ہوئی۔ اس وقت بقول اکثر آپکی عمر ۴۱ برس کی تھی[2] اس حساب سے آپ سال نبوت سے بیس برس پہلے پیدا ہوئے ہونگے۔

حضرت جعفر کا اسلام

جس دین کی تبلیغ و تعلیم دنیا کے پہلے انسان ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے کی، جس دین کی تعلیم و ہدایت آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام نے فرمائی۔ جس دین کے لئے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا کی کہ

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ۔ پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان بنا اور ہماری اولاد میں (بھی) ایک جماعت کو اپنا مسلمان بنا

جس دین کے متعلق حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔

---

[1] اصابہ جلد ا صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ مصر اور استیعاب جلد ا صفحہ ۸۱ مطبوعہ مصر

[2] استیعاب جلد ا صفحہ ۸۱

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔

ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو اسی (اسلام) کی وصیت کی کہ بیٹو! اللہ تعالےٰ نے تمہارے دین (اسلام) کو منتخب فرمایا پس تم مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

جس دین کے متعلق حضرت یوسف علیہ السّلام نے دعا کی تھی کہ

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۔

اے خالق سماوات و الارض! تو دنیا و آخرت (دونوں) میں میرا کارساز ہے، مجھے مسلمان مار اور صالحین میں شامل کر۔

جس دین کے مبلغ و معلم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام تھے۔ جس دین کا مرکز حضرت خلیل نے مکہ میں قایم کیا تھا اوسی دین کی تبلیغ و تعلیم سید الانبیا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے ایک غار (حرا) میں تفویض ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد صدیوں پر صدیاں گذر چکی تھیں اور کوئی مبلغ و معلم توحید نہیں آیا تھا۔ لوگ درس توحید اور دین حنیفت کو یکسر فراموش کر کے کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے تھے اور تو اور خلیل و ذبیح کی اولاد، انکے نام لیوا، متولیان بیت اللہ، ساکنان جوار حرم الٰہی کے خود ساختہ خداؤں کا شمار نہ تھا۔ ضرب المثل کے طور پر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سال کے دنوں کی گنتی کے برابر بُت بنا رکھے تھے۔ اور ہر روز ایک نئے خدا کی پرستش کرتے تھے۔ انکی مشرکانہ فیاضیوں اور صنم پرستانہ حوصلہ مندیوں کا اندازہ صرف اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جس مرکز توحید کی بنا کے لئے انکے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اینٹ پتھر ڈھوئے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ معمار بنے تھے اسکو انہوں نے بتوں کیلئے وقف کر دیا تھا۔

دین اسوقت جب کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عمر کا آفتاب نصف النہار پر پہونچا خورشید توحید کفر و شرک کے سیاہ بادلوں کے پردے کو چاک کر کے افق مکہ سے

طلوع ہوا۔ مرکزِ توحید کے باشندے صدیوں کی تاریک زندگی کے باعث قوت بصیرت کھو چکے تہے۔ خورشیدِ توحید کی نور پاشی و ضو فشانی کی تاب نہ لاکر شور و غو غا کرنے لگے۔ محض چند سعید ہستیاں ایسی تھیں کہ جنہوں نے بے پایاں خطرات اور لامحدود مشکلات کو پس پشت ڈالکر عالم شوق و ولولہ میں دیوانہ وار نیرِ اسلام کا استقبال کیا انہیں میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم سب سے پہلے مسلمان ہوئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں پچیسواں یا اکتیسواں نمبر ہے۔ اصابہ میں ہے کہ :- حضرت جعفر

اَحَدَ السَّابِقِیْنَ اِلَی الْاِسْلَامِ	سابق الاسلام اور حضرت علی کے حقیقی بھائی تھے
وَاَخُوْ عَلِی شَقِیْقُہٗ قَالَ اِبْنُ اِسْحَاقَ	ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پچیس[25] آدمیوں کے بعد
اَسْلَمَ بَعْدَ خَمْسَۃٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً	اور بعض قول کے مطابق اکتیس[31] آدمیوں
وَقِیْلَ بَعْدَ اَحَدٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ [1]	کے بعد اسلام لائے۔

آپکے ساتھ آپکی اہلیہ محترمہ جناب اسماء بنت عمیس بھی مسلمان ہوئیں۔[2]

اس زمانہ میں مسلمان ہونا کوئی معمولی کام نہ تہا۔ تمام عرب میں بت پرستی کا دور دورہ تہا اور لوگ اس بے دینی کو عین دین سمجھتے تہے۔ اسلام توحید کا علم بردار اور شرک و کفر کا قطعی مخالف تہا۔ اسلئے اسوقت اسلام قبول کرنے سے زیادہ سنگین کوئی جرم نہ تہا۔ اور اسی سلئے قبول اسلام کی سزا بھی دردناک سے دردناک دیجاتی تہی۔ اسلام کے آغاز اور مسلمانوں کے کس مپرسی کے ایام تہے۔ ایک طرف تمام ملک تہا اور دوسری جانب گنتی کے چند مسلمان لوگ خوب جی کہول کر مسلمانوں کو ستاتے تہے۔ مخالفین اسلام کے جبر و تشدد کا جوش و خروش اس درجہ بڑھ گیا تہا کہ مالک لونڈی غلام کو والدین اپنی اولاد کو اور اہل خاندان اپنے ارکان و افراد کو

---

[1] جلد ۱ صفحہ ۸۵ ہ۔ [2] ابن خلدون

سنگدلانہ طور پر ستا کر متاسف و محزون نہیں ہوتے تھے بلکہ جوش غضب سے
اور بھی بھڑک اوٹھتے تھے۔

حضرت خباب بن ارت، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت ابو فکیہہ وغیرہم کافروں
اور مشرکوں کے غلام تھے۔ انکے مالک انکے مسلمان ہونے کے جرم میں انکو تپتی ہوئی
زمین یا جلتے ہوئے کوئے پر لٹا دیتے تھے اور سینہ پر پتھر یا پاؤں رکھدیتے تھے
کہ ہل نہ سکیں۔ گردن میں رسی باندھ کر گلی کوچوں میں گھسٹواتے تھے۔ کوڑوں سے پیٹتے
تھے۔ برچھی اور نیزے سے ہلاک کر دیتے تھے۔ لبینہ، زنیرہ، ہندیہ، ام عبیس
وغیرہم لونڈیاں تھیں یہ بھی طرح طرح سے ستائی جاتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق۔
حضرت عثمان۔ حضرت ابوذر۔ حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت سعد بن زید۔ حضرت سعد بن
ابی وقاص، اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم معزز خاندان کے ارکان تھے
انکو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ہاتھوں مظالم سہنے پڑے۔ اور تو اور
خود حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیفوں اور اذیتوں کی انتہا نہ تھی۔ جو تمام
عالم کے لئے رحمت مجسم بنکر آئے تھے۔ اس زمانہ میں مسلمان علانیہ عبادت نہیں کر سکتے
تھے اسلئے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جنگلوں اور گھاٹیوں میں چلے جاتے اور کفار
ومشرکین کی نگاہوں سے چھپکر نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ آپ اسیطرح آبادی کے باہر تشریف
لیگئے تھے۔ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی آنحضرت کے داہنی طرف
آنحضرت کے شریک نماز تھے اسی حالت میں کہیں سے ابو طالب آگئے۔ حضرت جعفر کو
الگ دیکھکر کہا کہ تم بھی اپنے چچا کے بیٹے کے پہلو میں نماز پڑھو اور تم ان کے بائیں کھڑے ہو جاؤ [1]

حضرت جعفر کی ہجرت حبشہ

جب دشمنان اسلام کا دست ظلم و تعدی حد سے زیادہ دراز ہوگیا اور مسلمانوں کی مظلومیت

[1] اسد الغابہ جلد ۲۔ تذکرہ حضرت جعفر طیار

حضرت رحمتہ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناقابل برداشت ہوگئی تو آنحضرت نے مسلمانونکو
ملک حبش میں ہجرت کرنیکی اجازت دی۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حضرت جعفر رضی
اللہ عنہ بھی مع اپنی زوجہ محترمہ کے حبشہ گئے۔ مخالفین اسلام کو گوارا نہ ہوا کہ مسلمان
غریب الوطن ہوکر راحت کی زندگی بسر کریں۔ اسلئے انہوں نے مہاجرین کی واپسی کے لئے
عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا۔ اسوقت
یہ دونوں آدمی مسلمانوں کے دشمن تھے لیکن چندسال میں خود بھی مسلمان ہوگئے۔ حضرت
عمرو بن عاص نے شام کی فتوحات میں بہت زیادہ حصہ لیا اور فرعون کے پایۂ تخت مصر پر
اسلامی علم نصب کردیا۔ جاہلیت کو میں بھی ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ شاہ نجاشی سے
دوستانہ مراسم تھے۔ اور وہ انکی بہت عزت کرتا تھا۔ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ نجاشی
اور اسکے مصاحبوں کیلئے تحفے اور ہدیئے لیگئے تھے۔ پہلے نجاشی کے مصاحبوں سے ملے۔
اور ان سے کہا کہ ہمارے ملک کے کچھ احمقوں نے اپنے قومی دین کو چھوڑ کر ایک نیا
دین ایجاد کیا ہے۔ وہ اپنے نوپیدا دین کو لیکر آپکے ہاں آئے ہیں جس سے ہم آشنا ہیں نہ
آپ ہماری قوم کے معززین نے انکی واپسی کے لئے ہمکو بادشاہ کے پاس بھیجا ہے۔ ہم
چاہتے ہیں کہ جب ہم بادشاہ سے انکی واپسی کی درخواست کریں تو آپ بھی تائید کردیں
کہ ہاں وہ انکے ساتھ بھجدیئے جائیں۔ مسلمانوں کو کچھ کہنے کا موقع نہ دیا جائے ورنہ
ہمکو خوف ہے کہ نجاشی مسلمانوں کی باتیں سنے گا تو وہ انکو ہمارے سپرد نہ کریگا۔ نجاشی کے
مصاحبوں نے مساعدت کا وعدہ کیا۔ اور جب عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ نے
نجاشی کے دربار میں حاضر ہوکر مہاجرین کی واپسی کی درخواست کی تو اسکے مصاحبوں نے
حسب وعدہ انکی تائید کی۔ اور کہا کہ مسلمانوں کو انکے سپرد کردیا جائے۔ نجاشی نے برہم
ہوکر کہا کہ خدا کی قسم مسلمانوں کو جنہوں نے ہمارے ہاں پناہ لی اور ہمارے ملک میں
سکونت اختیار کی اور ہمکو دوسروں پر ترجیح دی ہم ہرگز انکے حوالہ نہ کرینگے۔ ہاں مسلمان
بلائے جائیں اور انکی نسبت یہ جو کہتے ہیں اسکو ان سے پوچھا جائے اگر یہ سچ کہتے ہونگے

توہم مسلمانوں کو انکے سپرد کر دینگے اور اگر ان کا کہنا صحیح نہ ہوگا توہم مسلمانوں کو ہرگز اپنے ہاں سے علیحدہ نہ کرینگے اورانکو اپنی حفاظت میں رکھینگے ۔ یہ کہکر نجاشی نے مسلمانوں کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا ۔ مسلمانوں کو نجاشی کے دربار میں جانے میں تردد ہوا ۔ حضرت جعفر نے کہا تم تردد نہ کرو ۔ ہم تمہاری نمائندگی کرینگے اور جو کچھ پوچھا جائیگا اس کا جواب دینگے ۔ چنانچہ حضرت جعفر مسلمانوں کو لیکر گئے آپنے دربار خانہ کے دروازہ پر پہنچکر نجاشی سے کہا کہ خدا کا گروہ تجھے اندر آنیکی اجازت چاہتا ہے ۔ نجاشی نے کہا اجازت ہے ۔ حضرت جعفر مسلمانوں کو لیکر اندر گئے اور مسلمانوں کے دستور کے مطابق سلام کیا ۔ نجاشی کے دربار کا قاعدہ تھا کہ جو جاتا تھا نجاشی کو سجدہ کرتا تھا ۔ مسلمانوں نے نجاشی کو سجدہ نہ کیا تو سفراے مکہ نے نجاشی کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کے لئے کہا کہ یہ ایسے متمرد اور سرکش ہیں کہ دربار کے دستور کے مطابق انہوں نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا ۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا ۔

نجاشی :۔ تم نے ہم کو سجدہ کیوں نہیں کیا ؟

حضرت جعفر :۔ ہم خدا کے سوا کسیکو سجدہ نہیں کرتے ۔ ہمارے دین میں غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام ہے [۵]

دربار حبشہ میں حضرت جعفر کی اسلام پر زبردست تقریر

نجاشی :۔ تم نے کون سا نیا دین اختیار کیا ہے جس سے تمہاری قوم تمہاری مخالف ہوگئی ہے ۔ اور جو میرے دین کے موافق ہے نہ دنیا کے کسی اور دین کے موافق ۔
حضرت جعفر نے اسکے جواب میں اسلام کے محاسن اور حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محامد پر یہ زبردست تقریر فرمائی ۔

يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ كُنَّا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ

اے بادشاہ ! ہم جہالت میں مبتلا تھے ۔ اصنام پرستی کرتے تھے ۔ مردار کھاتے تھے ۔ فواحش کا

---

[۵] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ مطبوعہ مصر

وَنَقْطَعُ الْاَرْحَامَ وَنُسِیُٔ الْجِوَارَ وَيَاْ
كُلُ الْقَوِیُّ مِنَّا الضَّعِيْفَ حَتّٰى بَعَثَ
اللّٰهُ اِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهٗ
وَصِدْقَهٗ وَاَمَانَتَهٗ وَعَفَافَهٗ فَدَعَانَا
لِتَوْحِيْدِ اللّٰهِ وَاَنْ لَا نُشْرِكَ بِهٖ
شَيْئًا وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ مِنَ الْاَصْنَامِ
وَاَمَرَ بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءِ
الْاَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ
الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ
وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ
وَاَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَمَرَنَا
بِالصَّلٰوةِ وَالْقِيَامِ [وَعَدَّدَ عَلَيْهِ
اُمُوْرَ الْاِسْلَامِ قَالَ] فَاٰمَنَّا بِهٖ
وَصَدَّقْنَاهُ وَحَرَّمْنَا مَا حَرَّمَ
عَلَيْنَا وَحَلَّلْنَا مَا اَحَلَّ لَنَا فَتَعَدّٰى
عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُوْنَا وَفَتَنُوْنَا
عَنْ دِيْنِنَا لِيَرُدُّوْنَا اِلَى عِبَادَةِ
الْاَوْثَانِ فَلَمَّا قَهَرُوْنَا
وَظَلَمُوْنَا وَحَالُوْا بَيْنَنَا

ارتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے۔ ہمسایوں سے
برائی سے پیش آتے تھے۔ ہم میں جو قوی تھا وہ
ضعیف کو کھا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں
اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک
نبی مبعوث کیا۔ جسکی شرافت نسبی اور
راستبازی امانداری و پاکبازی سے۔ ہم
بخوبی واقف تھے۔ اسنے ہمکو دعوت
دی کہ خدا کو ایک مانیں۔ کسی کو اس کا
شریک نہ بنائیں۔ اصنام پرستی چھوڑ دیں
اس نے ہمکو حکم دیا کہ سچ بولیں۔ امانت ادا
کریں۔ صلہ رحمی کریں۔ ہمسایوں سے بھلائی کو
پیش آئیں۔ حرام سے بچیں۔ خونریزی نہ کریں
بیہودہ گوئی سے باز رہیں۔ فریب نہ دیں
یتیم کا مال نہ کھائیں۔ اس نے ہم کو حکم دیا
کہ نماز پڑھیں روزہ رکھیں۔ پس ہم اُسپر
ایمان لائے اسکی تصدیق کی۔ جس چیز کو
اس نے ہمارے لئے حرام قرار دیدیا اسکو
ہم نے حرام سمجھا۔ اور جس چیز کو اسنے ہمارے لئے
حلال ٹھیرایا اسکو حلال مانا۔ اسپر ہماری قوم
ہماری دشمنی پر آمادہ ہوگئی۔ ہم کو ستایا۔ ہم کو
ہمارے دین سے بہکایا تاکہ ہم پھر اصنام پرستی
کرنے لگیں۔ بہرحال جب ہماری قوم نے

وَبَغَىٰ دِيْنِنَا خَرَجْنَا اِلَىٰ بِلَادِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلَىٰ مَنْ سِوَاكَ وَرَجَوْنَا اَنْ لَّا نُظْلَمَ عِنْدَكَ اَيُّهَا الْمَلِكُ ۔ ؎

ہم پر قہر ڈھایا، ہم پر ظلم کیا، ہمارے دین میں خلل ڈالا تو تیرے مُلک کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں تجھکو اختیار کیا، ہم کو اُمید ہے کہ تیرے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا"

نجاشی:۔ تمہارے رسول پر خدا کا جو کلام نازل ہوا ہے اسمیں سے تمہیں کچھ یاد ہے؟

حضرت جعفر:۔ ہاں۔

پھر حضرت جعفر نے سورۃ عنکبوت اور سورۃ مریم پڑھکر سنائی، نجاشی اور دربار کے تمام علماء احبار اور بطارقہ و اساقفہ رونے لگے، نجاشی کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

نجاشی:۔ جعفر! اس نفیس و پاکیزہ کلام میں سے کچھ اور سناؤ۔

حضرت جعفر نے سورۃ مریم کی تلاوت کی، نجاشی نے کہا۔ خدا کی قسم حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر جو کلام نازل ہوا تھا وہ اور یہ کلام ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔

حضرت جعفر:۔ بادشاہ! یہ جو ہماری واپسی کے لئے زور دے رہے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ ہم غلام ہیں یا آزاد؟ اگر ہم غلام ہیں تو بیشک ہم کو اپنے آقاؤں کے پاس رہنا چاہئے، ہم کو ان کے ساتھ واپس کر دیجئے۔

عمرو بن عاص:۔ نہیں بادشاہ یہ غلام تو نہیں ہیں آزاد ہیں،

حضرت جعفر:۔ اچھا بادشاہ۔ ان سے یہ پوچھا جائے کہ ہم نے خون ناحق کیا ہے؟ اگر ہمنے خون ناحق کیا ہے تو ہم سے قصاص لیا جائے۔ یا ہم نے زبردستی کسی کا مال لے لیا ہے؟ اگر ہم نے ایسا کیا ہے تو اسکی ادائیگی ہم پر لازم ہے،

عمرو بن عاص:۔ نہیں یہ بات بھی نہیں ہے،

نجاشی:۔ پھر اے عمرو سے! پھر کیا مسلمانوں پر تمہارا کچھ قرض ہے؟

؎ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۶۹

سفرائے مکہ:- نہیں۔

نجاشی:- پھر جاؤ۔ خدا کی قسم میں مسلمانوں کو ہرگز تمہارے سپرد نہ کروں گا۔[1]

دربار نجاشی میں حضرت جعفر کی بیباکانہ حق گوئی

سفرائے قریش دربار سے ناکام واپس چلے آئے اور قیامگاہ پر آکر نجاشی کو مسلمانوں سے برانگیختہ کرنیکی تدبیریں سوچنے لگے،

نجاشی عیسائی تھا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ مانتے ہیں، قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ حضرت عیسیٰ مثل آدم علیہ السلام کے ہیں، اللہ تعالےٰ نے انکو مٹی سے بنایا اور فرمایا کہ جاندار ہو جاؤ بس وہ جاندار ہو گئے۔ سفرائے مکہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ نجاشی سے کہا جائے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بدعقیدگی رکھتے ہیں، چنانچہ سفرائے مکہ دوسرے روز پھر دربار میں گئے اور کہا مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت بہت بُرا عقیدہ رکھتے ہیں، نجاشی نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ دربار میں آکر حضرت عیسیٰ کی نسبت اپنا عقیدہ بیان کریں۔ مسلمانوں کو بڑا تردد ہوا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور ہم حضرت عیسیٰ کے بندۂ خدا اور رسول اللہ ہونے پر عقیدہ رکھتے ہیں اسلئے بادشاہ کو ہمارے عقیدہ سے آگاہی ہوگی تو ہم سے برگشتہ ہو جائیگا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ بھی ہو لیکن ہم تو حق ہی کہینگے، ؎

سختیاں اُٹھوائے یا آسائشیں پہنچائے حق\
اہل حق ہم ہیں ہمیں زیبا نہیں اخفائے حق

حبشہ کا دربار ایک عیسائی سلطنت کا دربار تھا، بڑے بڑے مسیحی علماء احبار اور بطارقہ و اساقفہ موجود تھے، حضرت جعفر دربار میں تشریف لیگئے، نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا۔

نجاشی:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

حضرت جعفر:- ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے رسول کو وحی ہوئی

---

[1] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۱ مطبوعہ مصر۔

ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ خدا کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اور وہ خدا کی ایک نشانی ہیں کہ خدا نے انکو اپنے حکم سے بلا باپ کے جناب مریم طاہرہ صدیقہ کے شکم سے پیدا فرمایا۔

نجاشی :۔ (زمین سے ایک تنکا اٹھاکر) حضرت عیسیٰ کے متعلق تم نے جو بیان کیا وہ اوس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں۔

نصرانی بطارقہ و اساقفہ غصہ کے مارے لمبی لمبی سانسیں لینے لگے لیکن نجاشی نے انکی پروا نہیں کی اور مسلمانوں سے کہا جاؤ۔ امن و اطمینان سے رہو۔ اگر مجھے کوئی شخص سونے کا پہاڑ دے اور کہے کہ تم میں سے کسی کو تکلیف دوں تو میں اسکو پسند نہ کروں گا۔[۱]

حضرت جعفر کے ہاتھ پر شاہ حبشہ کا مسلمان ہونا

جب شہنشاہ فلک (خورشید خاور) اقلیم مغرب پر یورش کرنے کے لئے قلعہ مشرق سے کوچ کرتا ہے۔ تو مشرق سے مغرب تک دنیا کی کوئی طاقت اسکے ارادہ کی مخالف اور اسکے سد راہ نہیں ہو سکتی۔ تیز و تند آندھیاں اور گھنگھور گھٹائیں اوٹھتی ہیں۔ لیکن کیا وہ خورشید جہانتاب کا منہ مغرب سے مشرق کیطرف پھیر دیتی ہیں؟ ہرگز نہیں وہ تو ایک اولو العزم فاتح کیطرح برابر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہانتک کہ اقلیم مغرب پر قابض ہو جاتا ہے۔ غار حرا سے آفتاب اسلام طلوع ہوا۔ کفار و مشرکین کے جبر و تشدد کی تیز و تند آندھیاں فلک پیما گرد و غبار کو لیکر آفتاب اسلام کی طرف بڑھیں۔ دشمنان اسلام کے ظلم و ستم کی گھنگھور گھٹائیں آفتاب اسلام پر چھاگئیں۔ جسطرح بادی النظر میں گرد و غبار اور ابر و باراں میں سورج چھپ جاتا ہے۔ بظاہر خورشید اسلام کی چمک دھندلی پڑگئی۔ یعنی حامیان کفر و شرک کے مظالم و شدائد سے تنگ آکر پیروان اسلام کی ایک جماعت کو جلاوطن ہوکر حبشہ جانا پڑا۔ یہی نہیں بلکہ دشمنان اسلام کے غیر منقطع جبر و تشدد اور کبھی نہ ختم ہونے والے ظلم و ستم کے باعث خود پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام حلقہ بگوشان اسلام کو مکہ سے ترک وطن کرکے مدینہ جانا پڑا۔ لیکن کیا اس سے اسلام اور پیروان اسلام کو کچھ صدمہ پہنچا؟

[۱] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۳۰

ہرگز نہیں جسطرح آفتاب ایک جگہ غروب ہوتا رہتا ہے اور دوسری جگہ طلوع ہوتا رہتا ہے۔
اسی طرح مسلمان بھی ایک جگہہ سے ناکام ہوکر دوسری جگہہ گئے اور وہاں کامیابی کے
آسمان پر خورشید خاور بنکر چمکے۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے۔ اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

دربار حبشہ میں حضرت جعفر کا وفد مکہ کو شکست فاش دینا اور نصرانی علما و احبار کے مجمع میں
نصرانیت کے خلاف اسلامی عقیدہ کا بیباکانہ اعلان کرنا دیکھہ چکے ہو! اب نجاشی کا اسلام
لانا دیکھو:۔

حضرت پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانیکے بعد اہل مکہ نے مدینہ
منورہ پر حملے کئے! چھوٹی چھوٹی تاخت کے بعد سنہ ۲ھ ہجری میں اہل مکہ نے مدینہ
منورہ پر عظیم الشان چڑھائی کی! مقام بدر میں مشرکین مکہ اور غازیان اسلام کا مقابلہ ہوا۔
تین سو تیرہ بے سر و سامان مسلمانوں نے جن کے پاس سواری کے جانور اور لڑنے کیلئے
ہتیار تک کافی نہ تھے ایک ہزار باساز و سامان مشرکین کو شکست فاش دی! سنہ ۳ھ میں
بدر کا انتقام لینے کے لئے اہل مکہ نے بڑے ساز و سامان سے مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔
کوہ احد کے پاس جنگ ہوئی! جس میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک
شہید ہوئے اور چہرہ انور زخمی ہوا! سنہ ۴ھ میں مدینہ کے یہودیوں سے جنگ ہوئی
جنکو اہل مکہ نے برانگیختہ کیا تہا۔ سنہ ۵ھ میں غزوۂ احزاب ہوا جسمیں تمام عرب متفق و
متحد ہوکر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا تہا لیکن اسکو ناکام و رسوا ہوکر واپس جانا پڑا۔

پانچ سال کی پیہم جنگ و جدل کے بعد سنہ ۶ھ میں حضرت داعی اسلام اور مشرکین مکہ سے صلح ہوئی!
جس سے آنحضرت کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کسیقدر موقع ملا یہ موقع ملتے ہی آنحضرت نے شاہان
عالم کے نام دعوت اسلام کے گرامی نامے ارسال فرمائے۔ بادشاہ حبشہ کے پاس بھی
ایک مکتوب شریف بھیجا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی النَّجَاشِیِّ
الْاَصْحَمِ عَظِیْمِ الْحَبَشَۃِ سَلَامٌ
عَلَیْکَ. فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ
الْمَلِکَ الْقُدُّوْسَ السَّلَامَ
الْمُؤْمِنَ الْمُهَیْمِنَ وَاَشْهَدُ
اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ رُوْحُ اللّٰہِ
وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ
الطَّیِّبَۃِ الْبَتُوْلِ الْحَصِیْنَۃِ
فَحَمَلَتْ بِعِیْسٰی فَخَلَقَہٗ مِنْ
رُّوْحِہٖ وَنَفْخِہٖ کَمَا خَلَقَ
اٰدَمَ بِیَدِہٖ وَنَفْخِہٖ وَاِنِّیْ
اَدْعُوْکَ اِلَی اللّٰہِ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَالْمُوَالَاۃِ
عَلٰی طَاعَتِہٖ تَتْبَعُنِیْ وَتُؤْ
مِنَ بِالَّذِیْ جَاءَنِیْ فَاِنِّیْ
رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَدْ بَعَثْتُ
اِلَیْکَ ابْنَ عَمِّیْ جَعْفَرَ وَمَعَہٗ
نَفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ
فَاِذَا جَاءُوْکَ فَاَقِرَّهُمْ
وَدَعِ التَّجَبُّرَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ
وَجُنُوْدَکَ اِلَی اللّٰہِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے رسول محمدؐ کا خط بادشاہ اصحم نجاشی کے نام
سلام علیک۔ میں تجھسے خدا کی خوبیاں بیان
کرتا ہوں جو مالک حقیقی، ہر عیب و نقص سے
پاک، تمام آفات و مصائب سے سلامت،
امن دینے والا اور نگہبانی فرمانے والا ہے،
اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت ابن مریم،
روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جنکو خدا نے اپنی حکمت
سے طاہر، کنواری، پاکدامن مریم کے شکم میں ڈالا۔
چنانچہ حضرت عیسیٰ مریم صدیقہ کے حمل میں آئے پھر
اللہ تعالیٰ نے انمیں روح پھونکی اور انکو زندہ
کیا۔ جسطرح اسنے حضرت آدم کو اپنے خاص
دست قدرت سے بنایا اور انمیں روح پھونکی۔
میں تجھکو خدائے واحد و یکتا کی طاعت و
عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ تو میری پیروی کر
اور جو چیز (یعنی کتاب اللہ) میرے پاس
آئی ہے اس پر ایمان لے آ۔ میں نے اپنے
چچا کے بیٹے جعفر اور انکے ساتھ چند مسلمانوں کو
تیرے پاس بھیجا ہے جب وہ تیرے پاس
آئیں تو انکو ٹھہرانا اور سرکشی کو چھوڑ دینا۔
میں تجھکو اور تیری فوجوں کو خدا کی طرف
بلاتا ہوں۔ میں نے تجھکو تبلیغ و نصیحت کر دی

فَلَقَدْ بَلَّغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلُوا نُصْحِي
وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

لہذا تو میری نصیحت کو قبول کر۔ جو شخص ہدایت
کی پیروی کرے اُس پر سلام ؎

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یہ مکتوب شریف لیکر بادشاہ نجاشی کے پاس تشریف لیگئے۔ حضرت اصحم نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نبوی کو پڑھکر حضرت کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور دربار رسالت میں یہ عریضہ لکھا۔

الی محمد رسول الله من النجاشی
الاصحم ابن الحر۔
سلام علیك یا رسول الله من الله
وبرکاته۔ الحمد لله الذی لا
اله الا هو۔ اَلَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ
اما بعد فَقَدْ بَلَغَنِیْ کِتَابُكَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا ذَکَرْتَ مِنْ اَمْرِ عِیْسٰی
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَا نَزِیْدُ
بِالرَّاْیِ عَلٰی مَا ذَکَرْتَ اِنَّهٗ کَمَا
قُلْتَ وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بُعِثْتَ
بِهٖ اِلَیْنَا وَقَدْ قَرَّبْنَا ابْنَ عَمِّكَ
وَاَصْحَابَهٗ فَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَادِقًا وَمُصَدِّقًا وَقَدْ
بَایَعْتُكَ وَبَایَعْتُ ابْنَ
عَمِّكَ وَاَسْلَمْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَقَدْ بَعَثْتُ بِابْنِیْ اَرْحَا الْاَصْحَمِ
فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ اِنْ

حر کے بیٹے نجاشی اصحم کا خط حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
یا رسول اللہ! آپ پر خدا کی طرف سے
خیر و برکت نازل ہو۔ میں اس خدا کی
حمد کرتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں جسنے
مجھکو قبول اسلام کی ہدایت فرمائی۔ اسکے بعد
عرض ہے کہ آنحضرت کا مکتوب شریف پہونچا۔
حضرت عیسیٰ کے متعلق آنحضرت نے جو فرمایا
وہ بالکل بجا ہے۔ خدائے آسمان و زمین کی
قسم حضرت عیسیٰ کے متعلق آپنے جو ارشاد فرمایا
ہے اسپر میں اپنی رائے سے کچھ بھی زیادہ نہ کرونگا
میں نے اس چیز کو (اسلام) پہچان لیا جسکو لیکر
آپ میری طرف مبعوث ہوئے ہیں۔
آنجناب کے چچا کے بیٹے اور انکے ساتھی میرے پاس
آئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے
رسول اور رسولان سلف کے تصدیق کرنیوالے
ہیں۔ میں نے آپکی اور آپکے چچا کے بیٹے کی بیعت کی

شِئْتَ اَنْ اٰتِيَكَ نَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ حَقٌّ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ لہ

اور تمام جہان کے پروردگار پر ایمان لایا۔ میں اپنے بیٹے ارخا کو آنجناب کی خدمت اقدس میں بھیجتا ہوں اسلئے کہ میں صرف اپنی ذات کا مالک ہوں۔ اگر آنجناب کی مرضی ہو تو میں تعمیل کے لئے حاضر ہوں ۔میں پھر گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا تمام ارشاد حق ہے۔ والسلام علیک یارسول اللہ۔

حضرت جعفر کی حبشہ سے واپسی

حق ہمیشہ مظلوم نہیں رہتا ۔ آخر چند سال میں اسلام ایک طاقت بن گیا اور آپکی مرتبہ اس نے دشمنوں کو نیچا دکھایا جس سے دشمنان اسلام کا جارحانہ حوصلہ پست ہوگیا۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ نجاشی کو لکھکر مہاجرین حبشہ کو طلب فرمایا۔ بادشاہ نجاشی نے مہاجرین کو کشتیوں پر سوار کرا کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا جبوقت حضرت جعفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لَمَّا قَدِمَ الْجَعْفَرُ وَاَصْحَابُهٗ اِسْتَقْبَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ ۔ ؎۲

جعفر اور ان کے ساتھی (حبشہ سے واپس آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال فرمایا اور جعفر کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا

غزوۂ خیبر میں اسلام کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوئی جسکی نسبت علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ خیبر کی فتح سے اسلام کی ملکی و سیاسی حالت کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اسلام کے دشمن صرف دو تھے مشرکین اور یہود عیسائی اگرچہ عرب میں موجود تھے لیکن وہ کچھ زور اور اثر نہیں رکھتے تھے

لہ دونوں خط ابن خلدون سے نقل کئے گئے ہیں ؎۲ اصابہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۶

مشرکین اور یہود اگرچہ مذہباً باہم مخالف تھے لیکن سیاسی اسباب کی بنا پر انمیں اتحاد پیدا ہو گیا تھا
مدینہ کے یہود عموماً انصار کے حلیف تھے۔ اسی طرح خیبر کے یہود غطفان کے حلیف تھے
اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے مکہ اور مدینہ کے مشرکین اور منافقین سب ملکر
کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ہو گئے خیبر کی فتح کے بعد یہود کی قوت بالکل ٹوٹ گئی اور مشرکین کا
ایک بازو جاتا رہا۔ [1]

ایسی شاندار فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسدرجہ خوشی و شادمانی کا باعث ہوگی۔ لیکن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ملے تو گلے لگا کر فرمایا:۔

مَا اَدْرِیْ بِاَیِّہِمَا اَنَا اَسَرُّ فَرَحًا بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ اَمْ بِفَتْحِ خَیْبَرَ [2] میں نہیں جانتا کہ مجھے اسوقت کس بات کی زیادہ خوشی ہے، آیا جعفر کے آنے کی یا خیبر کے فتح ہونے کی

صاحب "رحمۃ للعلمین" لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشی اسلئے ہی نہ تھی کہ بچپن کا
حقیقی چچیرا بھائی آملا بلکہ اسلئے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت توحید میں
جو بہترین خدمات ملک حبش میں ادا کی تھیں وہ اس قابل تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
انکی ویسی ہی عزت افزائی فرماتے [3]

حضرت جعفر اور آپکے ہمراہی غزوۂ خیبر میں شریک نہ تھے بلکہ فتح کے بعد آئے لیکن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے انکو بھی حصہ دیا [4]

حضرت جعفر کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس بھی حبشہ سے ساتھ آئی تھیں۔ وہ حضرت
ام المومنین حفصہ بنت حضرت عمر کی ملاقات کو گئی تھیں اور انکے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں
اسی درمیان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہونچ گئے۔ حضرت عمر اور بعض صحابہ کرام کا یہ خیال تھا کہ
مہاجرین حبشہ پر ان لوگوں کو فضیلت حاصل ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے
اور آپکے ہمراہ مدینہ کو ہجرت کی۔ چنانچہ جب حضرت حفصہ سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت جعفر کی بیوی

[1] سیرۃ النبی جلد ا صفحہ ۳۶۶ [2] الاستیعاب جلد ا صفحہ ۸۱
[3] رحمۃ للعلمین جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ [4] مدارج جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ و ۳۳۱ و ۳۳۳

اسماء بنت عمیس ہیں تو حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم نے تم سے ہجرت کرنے میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ آنے میں) سبقت کی ہم تمہاری نسبت دربار رسالت میں زیادہ ممتاز ومقرب ہیں۔ جناب اسماء بڑی دلیر اور صاف گو تھیں انہوں نے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب تم بھوکے ہوتے تھے تو آنحضرت تم کو کھلاتے تھے۔ تم میں جو جاہل ہوتا تھا اوسکو آنحضرت تعلیم فرماتے تھے تم ہر طرح کی دینی و دنیاوی خیر و برکت میں تھے۔ برخلاف تمہارے ہم کافروں کے درمیان میں تھے اور گوناگوں آلام ومصائب میں گھرے ہوئے تھے۔ وہاں ہمیں طرح طرح ستایا اور ڈرایا جاتا تھا۔ میں اسکے متعلق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھونگی۔ اور خدا کی قسم کھاکر کہتی ہوں کہ میں جھوٹ بولونگی نہ جو باتیں تم سے ہوئی ہیں ان میں کمی و زیادتی کرونگی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جناب اسماء نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عمر ایسے ایسے کہتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمنے کیا کہا؟ جناب اسماء نے عرض کیا کہ میں نے اس اس طرح جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر اور انکے ساتھی ہرگز میرے نزدیک تم سے بڑھکر نہیں ہیں۔ انہوں نے اور انکے ساتھیوں نے ایک ہجرت کی کہ مکہ سے مدینہ آئے اور تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے دو ہجرتیں کیں کہ مکہ سے حبشہ گئے اور وہاں سے مدینہ آئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور انکے قبیلہ کے لوگ بھی حبشہ گئے تھے اور کشتی سے ساتھ ہی اُترے تھے جناب اسماء فرماتی ہیں کہ وہ لوگ جوق جوق اور گروہ گروہ میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو پوچھتے تھے۔ دنیا میں انکے لئے اس سے زیادہ خوشی اور فخر کی چیز دوسری نہ تھی ابوموسے اشعری کی حالت یہ تھی کہ وہ مجھسے بار بار اس حدیث کو دہرواتے تھے اور اس سے لطف اندوز ہوتے تھے[۱]

اللہ اللہ صحابۂ کرام کی قوت اعتقاد و ایمان کس درجہ بڑھی ہوئی تھی اگر ان کے متعلق آنحضرت

---

[۱] مدارج جلد ۲ صفحہ ۳۳۰

صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے تعریف کا ایک جملہ نکل جاتا تھا تو وہ جوش مسرت میں وارفتہ ہو جاتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ زہے قسمت انکی جنکی ممدوح خدا مدح فرمائیں۔ حضرت جعفر چونکہ حبشہ سے وارد ہوئے تھے اسلئے مدینہ طیبہ میں ان کا کوئی مکان نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسجد نبوی کے پہلو میں رہنے کو جگہ دی [1]

حضرت جعفر کی شہادت

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاول ۸ھ میں حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کا خط دیکر شرجیل عمرو غسانی کے پاس بھیجا۔ مقام موتہ میں، جو بلقاء شام میں بیت المقدس سے دو منزل ہے حضرت حارث بن عمیر اور شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی، شرجیل نے کہا (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہو؟ حضرت حارث نے کہا۔ ہاں! اس پر شرجیل نے آپکو قتل کر دیا [2]

حضرت حارث بن عمیر کے سوا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حارث کی شہادت بہت شاق ہوئی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر کا قصاص لینے کے لئے صحابہ کرام کو جمع ہونیکا حکم دیا۔ تقریباً تین ہزار غازیان اسلام جمع ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ زید مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر بنائے جائیں، وہ بھی مارے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ امیر بنائے جائیں اور وہ بھی مارے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے جسکو چاہیں اپنا امیر بنالیں [3] یہ سنکر لوگ رونے لگے اسلئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ

---

[1] الستیعاب جلد ۱ صفحہ ۸۱۔ اسد الغابہ جلد ۲۔ [2] سیرۃ النبویہ بر حاشیہ سیرت الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲

[3] سیرۃ النبویہ ما سیر الحلبیہ جلد ۲ و مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ = مطبوعہ مصر۔

فلاں مارا جائے تو فلاں امیر بنایا جائے تو جسکی نسبت ایسا فرمانے وہ ضرور مارا جاتا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ۔ یا رسول اللہ! مجھکو آپکی عنایت سے یہ اُمید نہ تھی کہ آپ زید بن حارثہ کو مجھپر امیر بنا ئینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر! تم روانہ ہو تم کو کیا معلوم کہ کس بات میں تمہاری بہتری ہے [۱]

حاضرین میں ایک یہودی بھی تہا جس کا نام نعمان تہا۔ اس نے کہا۔ اے ابو القاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ نے جنکے نام لئے ہیں وہ سب مارے جائینگے، کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام سے جو نبی کسی شخص کو امیر لشکر بناتے اور کہتے کہ فلاں مارا جائے تو فلاں امیر بنایا جائے تو وہ شخص ضرور مارا جاتا اگر وہ سو آدمیوں کی نسبت ایسا فرماتے تو سو کے سو مارے جاتے۔ پھر وہ یہودی حضرت زید کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ زید! اپنے گھر والوں کو جو کچھ وصیت کرنی ہو کرتے جاؤ کہ اگر محمدؐ سچے رسول ہیں تو پھر تم انکے پاس پلٹ کر نہ آؤ گے! حضرت زید نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید نشان بناکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ مقتل حارث ابن عمیر میں جاکر جو لوگ وہاں ہوں انکو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو خیر ورنہ خدا سے مدد مانگنا اور ان سے لڑنا۔ غازیان موتہ روانہ ہوئے تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیۃ الوداع تک اُنکی مشایعت فرمائی۔ ثنیۃ الوداع پہونچکر آپ ٹھیر گئے۔ اور حضرت زید کو مخاطب کرکے یہ وصیت فرمائی۔

أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَبِمَنْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا۔ اغْزُوا بِاسْمِ اللهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَنْ كَفَرَ بِاللهِ لَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَلَا امْرَأَةً وَلَا كَبِيْرًا فَانِيًا وَلَا مُنْعَزِلًا بِصَوْمَعَةٍ وَلَا تَقْرَبُوْا نَخْلًا

میں تمکو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں انکو بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ (یعنی) خدا کا نام لیکر منکرین خدا سے خدا کی راہ میں لڑنا۔ بیوفائی اور خیانت نہ کرنا۔ بچے عورت شیخ فانی اور راہب خانقاہ نشین کو قتل

[۱] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۸۹ مصری۔

وَلَا تَقْطَعُوْا شَجَرًا وَلَا تَهْدِمُوا بِنَاءً [1] — نہ ڈھانا۔ بار دار درخت کے پاس نہ جانا نہ سرسبز درخت کو کاٹنا اور نہ عمارت کو منہدم کرنا۔

غازیان اسلام نے صحابہ کرام سے رخصت ہوکر کوچ کیا تو صحابہ کرام نے بلند آواز سے غازیان اسلام کے لئے دعا کی کہ۔

دَفَعَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَرَدَّکُمْ صَالِحِیْنَ غَانِمِیْنَ۔ — اللہ تعالیٰ تمکو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور سالم و غانم واپس لائے۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بجائے آمین کے یہ شعر پڑھے ؎

لٰکِنَّنِیْ اَسْئَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَۃً وَضَرْبَۃً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

لیکن میں تو اللہ سے رحمت اور ایک ایسے کشادہ زخم کی دعا مانگتا ہوں جو تازہ خون پھینکتا ہو۔

اَوْ طَعْنَۃً بِیَدَیْ حَرَّانَ مُجْھِزَۃً بِحَرْبَۃٍ تَنْفُذُ الْاَحْشَاءَ وَالْکَبِدَا

یا آراستہ نیزے کے ایک زخم کی جو کسی خون کے پیاسے کے ہاتھ میں ہو اور وہ ایسا وار کرے کہ جگر اور اندرونی اعضا کے پار ہو جائے۔

حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ یَا اَرْشَدَ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

یہانتک کہ جب لوگ میری قبر سے گذریں تو کہیں شاباش غازی شاباش خوب کام کیا۔

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن رواحہ کے ظل حمایت و رعایت میں پرورش پائی تھی اسلئے وہ موتہ کو روانہ ہوئے تو میں بھی انکے ساتھ ہولیا ایک شب کو میں نے انکو ایسے اشعار پڑھتے ہوئے سنا جن سے بوئے شہادت آتی تھی میں رونے لگا۔ انہوں نے تسکین دی اور کہا۔ بیٹے! اگر اللہ تعالیٰ مجھکو شہادت عطا فرمائے اور میں مکروہات دنیاوی سے رہا ہوکر جوار الٰہی میں پہونچ جاؤں تو تیرا کیا نقصان ہے۔ یہ فرماکر سواری سے اُترے اور نماز پڑھکر دعا میں مشغول ہوگئے دعا سے فارغ ہوکر فرمایا کہ بیٹا! غالباً اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور مجھکو شہادت سے سرفراز فرمائیگا [2]

[1] سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۷۷ و سیر النبویہ جلد ۲ بر حاشیہ سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۷۰ مصری

[2] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۸۹ مطبوعہ مصر۔

شرحبیل بن عمرو غسانی کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے فوجیں جمع کرنی شروع کیں، ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔ مسلمان وادی القریٰ میں اترے تو شرحبیل بن عمرو نے اپنے بھائی سدوس بن عمرو غسانی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ سدوس مسلمانوں سے لڑا اور مارا گیا اور اسکے ساتھی بھاگ گئے۔ [1]

وادی القریٰ سے کوچ کر کے مسلمان مقام معان میں پہونچے وہاں معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ نصرانی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آرہا ہے اور مقام ماب میں پڑا ہوا ہے۔ مسلمان دو روز تک معان میں ٹھیرے رہے اور غور کرتے رہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ لوگوں نے کہا دربار رسالت میں عرض کرنی چاہئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے غازیان اسلام کو جوش دلایا اور کہا۔

إِنَّمَا أَنْتُمْ خَرَجْتُمْ تَطْلُبُونَ الشَّهَادَةَ وَمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلَا قُوَّةٍ إِلَّا بِهٰذَا الدِّينِ الَّذِي أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِهِ فَانْطَلِقُوا إِلَىٰ جُمُوعِ هِرَقْلَ عِنْدَ قَرْيَةِ مُوتَةَ وَرَتِّبُوا الْمَيْمَنَةَ وَالْمَيْسَرَةَ وَاقْتُلُوا وَمَا هِيَ إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُورٌ وَإِمَّا شَهَادَةٌ۔

(مسلمانوں) تمکو اس سے کیا بحث! تم تو شہادت کی طلب میں نکلے ہو۔ ہمنے آجتک کثرت تعداد اور انسانی قوت کے بھروسہ پر لوگوں سے جنگ نہیں کی ہے بلکہ اس دین کی قوت سے جنگ کی ہے جس سے اللہ تعالے نے ہمکو بزرگی دی ہے ہرقل کی فوجوں کی طرف بڑھو جو موتہ میں ہے اور وہاں چلکر میمنہ اور میسرہ کو مرتب کر کے دشمنوں سے لڑو۔ ہمارا لڑنا دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی سے خالی نہیں ہے۔ یا فتح حاصل ہوگی یا شہادت۔

غازیان اسلام نے کہا خدا کی قسم عبد اللہ بن رواحہ سچ کہتے ہیں۔ اور موتہ کی طرف بڑھے پہلا معرکہ بلقاء شام کے ایک مقام پر ہوا جس کا نام مشارف تھا وہاں سے ہٹکر مسلمان موتہ میں آئے۔ یہاں کافروں اور مسلمانوں سے نہایت سخت جنگ ہوئی۔ ایک لاکھ سے زیادہ

[1] سیرۃ النبویہ للسید احمد زینی مشہور دحلان جلد ۲ بر حاشیہ سیر الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۱

رومی اور نصاریٰ تھے جنکے ساتھ بیشمار خیل وحشم اور ساز وسامان تھا۔ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی لیکن وہ ہتھیلیوں پر سر رکھکر معرکہ آرا ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہؓ رایت اسلام لئے ہوئے فوج کے آگے تھے۔ میمنہ کے افسر حضرت قطبہ بن قتادہ اور میسرہ کے افسر حضرت عبایہ بن مالک انصاری تھے۔ حضرت زید بن حارثہ لڑتے لڑتے آگے بڑھ گئے دشمنوں نے انکو ہر طرف سے تلواروں اور نیزوں سے گھیر لیا۔ اور شہید کرڈالا[۱]

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں حضرت جعفر کے پاس گیا آپ چت لیٹے ہوئے تھے۔ دن کا آخری وقت تھا۔ میں نے پانی پیش کیا۔ فرمایا روزہ سے ہوں۔ میری ڈھال میں میرے سرہانے رکھدو۔ غروب آفتاب تک جیتا رہا تو افطار کرونگا[۲] لیکن حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ حضرت زید مارے جائیں تو حضرت جعفر امیر المجاہدین ہوں۔ اس لئے یہ فرض ادا کرنا ضروری تھا۔ حضرت زید کے شہید ہوتے ہی حضرت جعفر نے دوڑکر علم اسلام کو اٹھالیا۔ دشمنوں نے آپکو بھی گھیر لیا۔ اس خیال سے کہ آپکی شہادت کے بعد دشمن آپکے گھوڑے پر سوار ہوکر مسلمانوں سے جنگ نہ کریں یا اسلئے کہ گھوڑے پر سوار ہونیکی وجہ سے دشمنوں کے سامنے سے بھاگنے کا خیال دل میں نہ آئے آپنے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور پیدل لڑنے لگے۔ دشمنوں میں گھرے ہوئے نہایت جوش وخروش سے لڑ رہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

یَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا طَيِّبَةٌ وَبَارِدًا شَرَابُهَا

کیا اچھی جنت ہے اور کیا اچھی اسکی نزدیکی ہے (وہ جنت) جسکی شراب خوشبودار اور ٹھنڈی ہے۔

وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا

یہ رومی کافر حرامزادی قوم۔ بے شک اس کا عذاب قریب ہے۔

عَلَيَّ إِذْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا[۳]

مجھپر لازم ہے کہ اس کو ضرب لگاؤں

---

[۱] ابن خلدون۔ [۲] سیرۃ الحلبیہ جلد ۳۔ صفحہ ۸۰ [۳] تاریخ کامل جلد ۲۔ صفحہ ۸۹ سیرۃ النبویہ جلد ۲ برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صـ ۷۲

دشمن آپ پر نیزہ وشمشیر کی بارش کر رہے تھے۔ کسی شقی نے آپکے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری اور ہاتھ بدن سے جدا ہو گیا۔
حضرت جعفر نے علم اسلام کو بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ کسی بدبخت نے اس ہاتھ کو بھی قطع کر دیا۔ پھر بھی رایت اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا اور کٹے ہوئے بازوؤں سے اسکو سنبھالے رکھا۔ لیکن کسی ظالم نے پیچھے سے آپکی کمر پر تلوار ماری اور آپ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے۔ اللہ اللہ۔
حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ کی باری تھی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ آپکے چچا نے کہیں سے تھوڑا سا گوشت لاکر دیا۔ جوں ہی آپ نے اسکو دانتوں تلے دبایا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی۔ مُنہ سے گوشت نکال کر پھینکدیا [1] اور کہا نفس! جعفر دنیا سے چلے گئے۔ اور تو ابھی دنیا ہی میں مبتلا ہے؟ اگر تجھکو بیوی سے دل بستگی ہے تو میں نے اسکو طلاق دی لونڈیوں اور غلاموں سے تعلق خاطر ہے تو میں نے انکو آزاد کیا۔ باغ و بُستاں کی محبت ہے تو انکو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھتے ہوئے معرکۂ کارزار میں آئے۔

یا نفس ان لم تقتلی تموتی ۔۔۔ ھذا حمام الموت قد صلیت

اے نفس! اگر تو مارا نہ گیا تو بھی ایک نہ ایک دن مریگا۔ اس موت کے حمام میں جانا ضروری ہے

وما تمنیت فقد اعطیت ۔۔۔ ان تفعلی فعلهما ھدیت

اگر تو نے زید و جعفر کی پیروی کی تو تیری تمنا پوری ہو گئی۔ اور تو راہ مقصود پا گیا۔
آپ دشمنوں سے لڑ رہے تھے کہ ایک نیزہ لگا۔ آپنے خون کو پونچھ کر مُنہ پر ملا اور دونوں صفوں کے درمیان میں گر گئے۔ اور پھر وہاں سے نہ اوٹھے [2]

چناں کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

---

[1] مدارج النبوۃ جلد ۲ [2] اسد الغابہ جلد ۵ ذکرت حضرت عبداللہ بن رواحہ۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ دشمنوں سے رایت اسلام کو گرتے دیکھا تو اسکو لینے کے لئے بڑھے۔ لیکن حضرت ثابت ابن اقرم نے اسکو دوڑکر اٹھا لیا۔ اور مسلمانوں سے کہا تم اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو۔ مسلمانوں نے جواب دیا آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ حضرت ثابت نے کہا میں اس لائق نہیں ہوں تم لوگ حضرت خالد بن ولید کو اپنا امیر بناؤ۔ مسلمانوں نے حضرت خالد کو امیر بنا لیا۔ حضرت خالد نے آگے بڑھکر علم لے لیا اور لڑنے لگے ؎۱ حضرت خالد کے ہاتھ سے تلوار ٹوٹتی جاتی تھی اور آپ ایک کے بعد دوسری تلوار لیکر لڑتے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ فرماتے ہیں کہ

اندقت فی یدی یوم موتة	جنگ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔
تسعة اسیاف وما ثبت	"صفیحۃ یمانیہ" یمن کی بنی ہوئی چوڑی تلوار کے سوا
فی یدی الا صفیحة یمانیة ؎۲	میرے ہاتھ میں کوئی تلوار ثابت نہیں رہی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد بہادری سے دشمن کو پسپا کردیا ؎۳ کہتے ہیں دوسرے روز حضرت خالد نے پھر نشان جنگ بلند کیا۔ آج آپنے فوجوں کی ترتیب میں یہ کاروائی کی کہ مقدمہ کو ساقہ میں اور ساقہ کو مقدمہ میں۔ میمنہ کو میسرہ میں اور میسرہ کو میمنہ میں تبدیل کردیا۔ دشمنوں نے دیکھا تو سمجھا کہ یہ کوئی تازہ اسلامی فوج مسلمانوں کی مدد کے لئے آئی ہے۔ اسلئے وہ ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت خالد نے تعاقب کرکے بہت سے دشمنوں کو مار ڈالا اور انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا ؎۴

اختتام جنگ کے بعد مسلمانوں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کی تو زخموں سے چور تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ:۔

؎۱ اسد الغابہ جلد پنجم۔ ذکر حضرت عبداللہ بن رواحہ۔ ؎۲ ابن خلدون۔ ؎۳ سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۸۷ بروایت بخاری ؎۴ ابن خلدون ؎۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۷۸۔ اور سیر النبویہ برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴۔

كنت معهم تلك الغزوة فالتمسنا جعفراً فوجدنا فيما اقبل من جسمه بضعا و تسعين من طعنة و رمية

میں غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کے ساتھ تھا ہم نے (مقتل میں) حضرت جعفر کو تلاش کیا تو ان کو (اس حال میں) پایا کہ انکے جسم میں آگے کی جانب نو سے زیادہ نیزہ اور تیر کے زخم تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ (حضرت جعفر کے جسم کے جو دو ٹکڑے ہو گئے تھے تو) نصف حصہ جسم میں اسی سے زیادہ زخم تھے۔ جنمیں نیزہ و تلوار کے ۷۲ زخم آگے کے رُخ تھے۔[۱]

حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔[۲]

سات روز تک سلسلۂ جنگ جاری تھا۔ تین ہزار مسلمانوں کا ایک لاکھ سے زیادہ دشمنوں سے مقابلہ رہا۔ بڑے بڑے خونریز معرکے ہوئے لیکن صرف دس مسلمان شہید ہوئے اور دشمنوں کے بے شمار آدمی مارے گئے۔[۳] یہ جنگ مسلمانوں کی شجاعت و شہامت، دلیری و جوانمردی، استقلال و استقامت، سرفروشی و جانبازی کا بے مثل نمونہ ہے۔

حضرت جعفر کی شہادت کا اثر قلب نبوی پر

جس وقت موتہ میں غازیان اسلام اور مشرکین سے جنگ ہو رہی تھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ مسجد نبوی میں رونق افروز تھے۔
اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو غزوۂ موتہ کی کیفیت سے مطلع فرما دیا۔ آنحضرت نے الصلوٰۃ جامعۃ

---

[۱] اصابہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۶۔ [۲] سیرۃ النبویہ جلد ۲ بر حاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ [۳] سیرۃ النبویہ للعلامہ دحلان جلد ۲ بر حاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صہ ۲۷۴

کی منادی کرائی ۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت منبر پر رونق افروز ہوئے آپکی چشم مبارک سے آنسو جاری تھے آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تم کو تمہارے لشکر کے حالات کی خبر دیتا ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غازیان موتہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ آرا ہوئے (جمیں پہلے) زید شہید ہوئے ۔ لہذا تم انکے لئے دعائے مغفرت کرو، پھر جعفر (طیار) نے علم لیا اور انہوں نے دشمنوں پر خوب سختی کی (لیکن آخر میں) وہ بھی شہید ہو گئے ۔ لہذا تم انکے لئے (بھی) دعاء مغفرت کرو، پھر عبداللہ بن رواحہ نے علم لیا اور ثابت قدم ہو کر لڑے (لیکن بالاخر) وہ بھی شہید ہو گئے ۔ پس تم انکے لئے (بھی) مغفرت کی دعا کرو ۔ پھر خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی) خالد بن ولید نے علم لیا ان کے ہاتھ پر اللہ تعالے نے فتح دی ۔ اسی روز سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ ہو گیا[1]

حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ جس روز حضرت جعفر کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے ۔ اپنے کاموں سے فارغ ہونیکے بعد میں نے اپنے بچوں کو نہلا کر ان کے سر میں تیل ڈالا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو لاؤ ۔ میں نے بچوں کو خدمت اقدس میں حاضر کیا۔ آنحضرت نے ان کو سونگھا اور گلے سے لگا کر گود میں بٹھالیا، اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ایک روایت میں ہے کہ آپ روئے جس سے ریش مبارک تر ہو گئی، میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں، روتے کیوں ہیں؟ کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی خبر معلوم ہوئی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ شہید ہو گئے، یہ سنتے ہی میں اٹھ کھڑی ہوئی اور چیخنے چلانے لگی۔ بہت سی عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[1] سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۷۸ ۔ اور سیرۃ النبویہ برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴

اسماء! نا شائستہ مت بک اور منہ نہ پیٹ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ قَدِّمْ لہٗ یعنی جعفر اِلٰی اَحْسَنِ الثَّوَابِ وَاخْلُفْہُ فِیْ ذُرِّیَّتِہٖ بِاَحْسَنِ مَا خَلَفْتَ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِکَ

اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ پر تشریف لے گئے، اور اہلبیت سے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال سے غفلت نہ کرنا ان کے لئے کھانا تیار کرو وہ جعفر کے غم میں ہیں،

آنحضرت جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لیگئے تو وہ بھی "ہائے چچا ہائے چچا" کہکر رو رہی تھیں، آنحضرت نے فرمایا کہ جعفر جیسے شخص پر جو روئے اسی پر رونا چاہیئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک خاندان جعفر کو حضرت جعفر کا غم کرنے کیلئے چھوڑ دیا تھا۔ تیسرے روز آپ انکے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ لا تبکوا علی اخی بعد الیوم آج کے بعد میرے بھائی جعفر پر نہ رونا" پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو لاؤ، حضرت جعفر کے بچے حاضر کئے گئے۔ ان کے سر کے بال بڑھ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو بلوا کر ان کے سر منڈوا دئے، اور جناب محمد بن جعفر کی نسبت فرمایا کہ میرے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے اور جناب عبد اللہ بن جعفر کے متعلق فرمایا کہ یہ خلق و خلق میں میرے مشابہ ہے پھر جعفر کے بچوں کیلئے دعا فرمائی [1]

غازیان موتہ کی واپسی کی خبر ہوئی تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے نکل کر ان سے ملاقات فرمائی، حضرت عبد اللہ بن جعفر کو اٹھا کر اونٹنی پر بٹھالیا اور فرط محبت اور جوش غم سے چشم مبارک سے آنسو نکل پڑے۔ آپ نے حضرت جعفر کی مغفرت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے انکو دو بازو مرحمت فرمائے ہیں۔

---

[1] سیرۃ النبویہ جلد ۲ بر حاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶

جس سے وہ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں، اس روز سے حضرت جعفر "ذوالجناحین" کے لقب سے ملقب ہوئے اور اسی اعتبار سے لوگ انکو "طیّار" بھی کہتے ہیں[1]

حضرت جعفر کا مرثیہ

شاعر نبوی حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا مرثیہ لکھا تھا جس کے چند شعر یہ ہیں۔

رایتُ خیارَ المؤمنین تواردوا شعوبا وقد خُلِّفْتُ مِمَّنْ یُؤَخَّر

میں نے بہترین مسلمانوں کو دیکھا جو گھاٹیوں میں اُترے اور میں انلوگوں کے ساتھ پیچھے کر دیا گیا جو چھوڑ دیئے گئے

فلا یبعدن اللہ قتلی تتابعوا بموتۃ منھم ذوالجناحین جعفر

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرے جو موتہ میں پے بہ پے شہید ہوئے انہیں جعفر ذوالجناحین

وزید وعبد اللہ حین تتابعوا جمیعا واسباب المنیۃ تخطر

اور زید اور عبد اللہ ایک دوسرے کے بعد اس حال میں شہید ہوئے کہ موت کے اسباب حرکت میں تھے

وکنا نریٰ فی جعفر من محمد وفاء وامرا صارمیت یومر

جب جعفر کسی کام پر مامور ہوتے تو ہم انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح عزم و ثبات پاتے تھے

فلا زال فی الاسلام من اٰل ھاشم دعائمُ عز لا یزول و یفخر

آلِ ہاشم اسلام میں ہمیشہ عزت و افتخار کے ستون رہے۔

فھم جبل الاسلام والناس حولھم رضام الی طَودٍ یروق ویقھر

پس آل ہاشم اسلام کے زبردست پہاڑ ہیں اور لوگ انکے گرد ایسے ہیں جیسے پہاڑ کے سامنے ٹیلے۔

بھالیل جعفر وابن امہ علی ومنھم احمد المتخیر

آل ہاشم سے جعفر، انکے بھائی حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ا

---

[1] ابن خلدون۔

وحمزۃ والعباس منہم ومنہم عقیل دماء العود من حیث یعصر

حضرت حمزہ، حضرت عباس اور حضرت عقیل (سب ہی) سردار ہیں، اگر یہ نہ ہو مثل ہے کہ عود کا پانی جہاں نچوڑا جائے عود ہی کا پانی ہوتا ہے

ہم اولیاء اللہ انزل حکمہ علیہم وفیہم ذا الکتاب المطہر

وہ اولیاء اللہ ہیں، خدا نے ان پر اپنی کتاب مطہر (قرآن مجید) کو نازل کیا۔

حضرت جعفر کی اولاد

حضرت جعفر کے تین بیٹے تھے، جناب عبداللہ جناب محمدؑ اور جناب عون، جناب عبداللہ سب پہلے مولود ہیں جو حبشہ میں مسلمانوں کے ہاں ہوئے، بڑے کریم النفس، جواد و سخی، خلیق و خوش مزاج تھے۔ کثرت جود و سخا سے "بحر الجود" کہلاتے تھے، کہتے ہیں کہ عرب میں عہد اسلام میں دس آدمی سب سے زیادہ سخی تھے، چنانچہ حجاز میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت عبداللہ بن عباس، اور حضرت سعید بن عاص سب سے سخی تھے۔ اور اہل کوفہ میں حضرت عتاب بن ورقا، حضرت اسما بن خارجہ، اور حضرت عکرمہ بن ربعی سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور اہل بصرہ میں حضرت عمرو بن عبید اللہ، حضرت طلحہ بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر سب سے زیادہ سخی تھے، اور اہل شام میں حضرت خالد بن عبد اللہ سب سے زیادہ سخی تھے، لیکن حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار ان سب سے زیادہ سخی تھے،

ایک مرتبہ ایک (سیاہ فام) شاعر نے حضرت عبد اللہ کی مدح میں قصیدہ لکھا۔ آپ نے اسکو اونٹ، گھوڑے، کپڑے، روپئے اشرفی انعام میں دی، لوگوں نے کہا۔ آپنے اس کالے کلوٹے آدمی کو اسقدر انعام دیدیا؟ حضرت عبد اللہ نے کہا۔ اگرچہ وہ کالا ہے لیکن اس کے اشعار تو سفید ہیں، اس کا قصیدہ اس سے زیادہ انعام کا مستحق ہے، میں نے اس کو جو کچھ مال و اسباب دیا وہ فنا ہو جائے گا۔ اور اس نے جو میری مدح کی وہ باقی

رہ جائیگی۔ سلہ

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عبد اللہ میری میری خلق و خُلق کے مشابہ ہے۔

حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا کی کہ اللھم بارک لہ فی صفقۃ یمینہ (الہٰی! عبد اللہ کے معاہدۂ خرید و فروخت میں برکت دے) اس لئے میں نے جو چیز خرید و فروخت کی اس میں اللہ تعالےٰ نے برکت دی۔ سلہ

سیدۂ کربلا جناب زینب خواہر امام حسین علیہ السّلام انہیں حضرت عبد اللہ کی زوجۂ محترمہ تھیں، ان کے جناب علی ایک صاحبزادے تھے، عون و محمد دو بیٹے کربلا میں شہید ہوئے تھے اور خوصاء کے بطن سے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر نے سنہ ۸۰ھ میں بعمر ۹۰ سال مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ سلہ

حضرت جعفر کے دوسرے بیٹے محمد تھے، صاحب استیعاب نے انکے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت جعفر کی شہادت کی خبر پاکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لے گئے اور جناب محمد اور انکے بھائیوں کو بلاکر فرمایا کہ میں دنیا و آخرت میں ان کا والی ہوں، اور فرمایا کہ محمد ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم جناب محمد رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں سلہ جناب محمد اور انکے بھائی عون تستر میں شہید ہوئے سلہ

حضرت جعفر کی صورت و سیرت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ صورت و سیرت میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے

سلہ الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۵۴ سلہ سیرۃ النبویہ بر حاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶۔
سلہ اسد الغابہ، استیعاب، رحمۃ للعلمین جلد ۲ صفحہ ۸۳
سلہ استیعاب جلد ا صفحہ ۲۴۲ سلہ اسد الغابہ۔

سب سے زیادہ مشابہ تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر!
لجعفر اشبہت خلقی وخلقی یاجعفر تم صورت وسیرت میں مجھسے مشابہ ہو"

حضرت جعفر مسکینوں سے بہت محبت فرماتے تھے اور انکے ساتھہ بہت سلوک کیا کرتے تھے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ذاتی واقفیت کی بناپر فرماتے ہیں کہ

کان جعفر خیر الناس للمساکین جعفر مسکینوں کے حق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے،

اس لئے حضرت مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت " ابو المساکین"
رکھدی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں سے کسی سے قرآن مجید کی آیتوں کے بارہ میں کچھہ پوچھتا تو میں ان آیتونکے بارہ میں
اس شخص سے زیادہ خود جانتا ہوتا لیکن میرے پوچھنے کی غرض صرف یہ ہوتی کہ وہ مجھے کچھہ کھلائے
چنانچہ جب میں حضرت جعفر بن ابی طالب سے کچھہ پوچھتا تو وہ مجھکو ہرگز جواب نہ دیتے
اور اپنے گھر لیجاکر اپنی بیوی سے کہتے کہ اسماء! ہم کو کچھہ کھلاؤ۔ جب وہ ہم کو کھلالیتیں تو
جناب جعفر مجھے جواب دیتے، جعفر مسکینوں سے محبت کرتے تھے، ان کے پاس
بیٹھتے تھے۔ ان سے باتیں کرتے تھے، اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی کنیت " ابو المساکین" رکھدی تھی [1]

حضرت ابوہریرہ کا دوسرا بیان ہے کہ۔ میری حالت یہ ہوتی تھی کہ بھوک کی شدت سے
پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا اور لوگوں سے آیت پڑھتا پھرتا تھا۔ وہ آیت مجھے یاد ہوتی
تھی لیکن اسلئے پوچھا کرتا تھا کہ وہ شخص مجھے اپنے گھر لیجائے اور کچھہ کھلائے
حضرت جعفر بن ابی طالب مسکینوں کے حق میں سب سے زیادہ اچھے تھے وہ مجھے اپنے گھر لیجاتے تھے
اور جو کچھہ موجود ہوتا تھا مجھے کھلاتے تھے (اگر کچھہ نہ ہوتا تو) وہ اس خالی کپی کو اوٹھا لاتے جسمیں گھی یا
چربی رہتی تھی ہم اسی کپی کو پھاڑ ڈالتے اور جو کچھہ اس میں ہوتا اُس کو چاٹ لیتے [2]

---

[1] ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ [2] اسد الغابہ جلد ۲ تذکرہ حضرت جعفر۔

یہ حضرت جعفر کی مسکین پروری اور آپ کے جود وسخا کی مختصر کیفیت ہے آپکی اسلام دوستی آپکے ایثار و قربانی، آپکی جرأت و بیباکی، آپکی حق گوئی و صداقت شعاری، آپکی شجاعت و جوانمردی، آپ کا عزم و استقلال، آپکی اولوالعزمی و حوصلہ مندی، آپکی جانبازی و سرفروشی آپکی زندگی کے ہر ہر ساعت سے ظاہر ہے۔

حضرت جعفر کی سیرت سے سبق

خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ ان انبیاء (امم سابقین) کے حالات میں اہل عقل کے لئے عبرت ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے اس امر کی جانب رہنمائی ہوتی ہے کہ اسلاف کرام کے حالات و واقعات کو صرف وسیلۂ دلبستگی و ذریعۂ ناز و غرور نہ بنالینا چاہئے بلکہ ان سے درس و عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ پس ناظرین غور کریں کہ سیرت حضرت جعفر انکو کیا سبق دیتی ہے سیرت حضرت جعفر سبق دیتی ہے کہ۔ اسلام بظاہر کس مپرس تہا، ضعیف تھا، مظلوم تھا، خطرات و خدشات میں محصور تھا، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حضرت جعفر نے محض اسلئے اسلام قبول کرلیا کہ اسلام حق تہا اسیطرح مسلمانوں کو بلا پس و پیش اور بلا تامل اقبال حق کرنا چاہئے۔ خواہ حق کتنے ہی خطرات میں گھرا ہوا ہو اقبال حق میں کتنے ہی خدشات ہوں۔

سیرت جعفر سبق دیتی ہے کہ حضرت جعفر نے ماں باپ کو چھوڑ دیا، عزیزوں رشتہ داروں کو چھوڑ دیا، شہر و دیار کو چھوڑ دیا، ترک وطن کرکے حبشہ چلے گئے۔ لیکن اسلام کو نہ چھوڑا۔ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ والدین چھوٹ جائیں۔ اخوان و احباب چھوٹ جائیں، دیار و وطن چھوٹ جائیں لیکن حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

سیرت جعفر سبق دیتی ہے کہ حضرت جعفر غریب الدیار تھے، اہل وطن کے مظالم سے عاجز آکر پردیس میں پناہ گزین تھے، اہل وطن کا وفد انکی واپسی کیلئے گیا، نجاشی سے ملتجی ہوا، نجاشی نے ان کو دربار میں طلب کیا، وہ ہراساں نہ ہوئے، وقار و تمکنت سے آئے، اور اسلام اور پیغمبر اسلام صلوات اللہ علیہ کے محاسن و محامد پر ایسی اعجاز نما تقریر کی کہ وفد مکہ کی کوششیں درہم برہم ہوگئیں اور نجاشی اسلام اور اہل اسلام کا گرویدہ ہوگیا۔ اسیطرح مسلمانوں کو چاہئے کہ کیسی حالت میں صبر از دست رفتہ و ہمت شکستہ نہ ہوں۔ آلام و افکار کے ہجوم و یورش میں بھی مردانہ وار حق و صداقت کا جھنڈا بلند رکھیں۔

سیرت جعفر سبق دیتی ہے کہ نجاشی عیسائی تھا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اسلام اس عقیدہ کو کفر قرار دیتا ہے۔ وفد مکہ کو اپنی پہلی تدبیر میں ناکامی ہوئی تو اس نے نجاشی سے کہا کہ مسلمان حضرت عیسےٰ کے متعلق بہت بُرا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بے شک عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ سخت بُرا ہے۔ نجاشی نے حضرت جعفر کو طلب کرکے حضرت عیسےٰ کے متعلق اسلامی عقیدہ دریافت کیا حضرت جعفر نے اسکی پرواہ نہ کی کہ ہم نجاشی کے ہاں پناہ گزیں ہیں۔ دشمن ہماری واپسی کے لئے کوشاں ہیں۔ موت و ذلت کا مرحلہ درپیش ہے نجاشی کے عقیدہ کے خلاف جواب دینگے تو ہم کو دشمنوں کے حوالہ کر دے گا صاف صاف کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں مانتے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ خدا کے حکم سے بغیر باپ کے محض خدا کی ڈالی ہوئی روح سے جناب مریم طاہرہ صدیقہ کے شکم سے پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ انکی حالت کیسی ہی نازک ہو۔ انکے لئے کیسا ہی خطرہ درپیش ہو۔ حق کو چھپائیں نہ ناحق کو زبان پر لائیں۔ حق ہی کا نعرہ لگائیں۔

سیرت جعفر سبق دیتی ہے کہ خدا کے رسول کے انداز کلام نے صاف بتا دیا تھا کہ شہادت یقینی ہے۔ لیکن حضرت جعفر بلا تامل موت کے منہ میں چلے گئے اور خدا کے دین کے لئے جان عزیز کو قربان کر دیا۔ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ اسلام کے لئے جان تک دیدینے سے دریغ نہ کریں اور خدا و رسول کی پکار پر سر بکف لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑیں۔

سیرت جعفر سبق دیتی ہے کہ غزوۂ موتہ میں تین ہزار مسلمان تھے اور ایک لاکھ سے زیادہ کفار۔ لیکن حضرت جعفر مسلمانوں کی قلت سے ہراساں ہوئے نہ کفار کی کثرت سے گھبرائے۔ رایت اسلام لیکر ایک کوہ وقار بہادر کیطرح سینہ سپر دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ تیروں کی تیز و تند آندھی اور مولن لادھار بارش۔ نوک سناں کی خوفناک بجلیاں۔ آب شمشیر کا طوفان خیز سمندر غرض کوئی چیز حضرت جعفر کے لئے وجہ لغزش نہ ہوئی۔ دایاں بازو کٹ گیا۔ لیکن رایت اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا کہ خود ابھی کھڑے تھے دوسرا بازو بھی جدا ہو گیا لیکن اب بھی پرچم اسلام سرفراز تھا کہ ابھی آپ ثابت قدم تھے۔ ایک غیر متزلزل عزم تھا۔ ایک غیر شکست استقلال تھا اور ایک غیر منقطع عہد کہ ؎

ہم تری راہ میں مٹ جائینگے سوچا ہے یہی
دردمندان محبت کا تقاضا ہے یہی

چہرہ خون سے گلنار۔ سینہ پُر داغ رشک صد گلزار۔ دو ٹکڑے ہو کر بھی تو وہیں جہاں کھڑے تھے اور عہد وفا پورا کر دیا۔ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ حضرت جعفر کی طرح بلا ششش و پنج بلا فکر انجام۔ رایت حق لیکر کھڑے ہو جائیں۔ باطل پرستوں کے سامنے پیچھے قدم نہ ہٹائیں۔ مقابلہ سے منہ نہ موڑیں۔ اگر باطل کو مٹا سکیں تو فہو المراد ورنہ حق کے جھنڈے کے

پیچھے چہرے پر نیزے کھائیں۔ تیروں سے سینے چھلنی کرائیں۔ خنجر سے دو ٹکڑے ہو کر حق پر قربان و نثار ہو جائیں اور یہ کہتے ہوئے حق سے جا ملیں کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت جعفر کے فضائل

(۱) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں [۱]

(۲) حضرت جعفر کی شہادت کی خبر معلوم ہونے پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و عیال کے لئے جو کھانا تیار کرا کے بھجوا وہ کھانا اسلام میں پہلا کھانا تھا۔ [۲]

یعنی عہد اسلام میں اس موقع پر اس سے پہلے کبھی کسی کے ہاں کھانا نہیں بھیجا تھا۔

(۳) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مُثِّلَ لی جعفر، و زید بن حارثة و عبد الله بن رواحة فی خیمة من در کل واحد منهم علی سریر فرایت زیدا و ابن رواحة فی اعناقهما صدودا و رایت جعفرا مستقیما لیس فیه صدود فسالت او قیل لی انهما

جعفر۔ زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ موتی کے ایک خیمہ میں مجھے دکھائے گئے انہیں سے ہر ایک تخت کے اوپر تھا میں نے زید اور ابن رواحہ کو دیکھا کہ انکی گردنوں میں کجی ہے اور جعفر کو سیدھا دیکھا۔ انکی گردنیں کجی نہ تھی آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے پوچھا یا مجھے کہا گیا کہ جب زید اور

[۱] استیعاب جلد ا صفحہ ۸۲ - اصابہ جلد ا صفحہ ۸۶ ؁ [۲] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۹۰

حین غشیھما الموت اعرضا | عبداللہ بن رواحہ کو موت پیش آئی تو انہوں نے
اوکانھما صد ابوجھہما واما | اعراض کیا۔ یعنی گویا اس سے منہ پھیرا
جعفر لم یفعل [۱] | لیکن جعفر نے ایسا نہیں کیا۔

(۴) غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے جو دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے ان کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہاتھوں کے عوض حضرت جعفر کو دو پر عطا فرمائے جن سے وہ آسمان میں اور جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہیں۔

فی روایۃ یطیر مع جبریل میکائیل | ایک روایت میں ہے کہ (حضرت جعفر)
لہ جناحان عوضہ اللہ من یدیہ | حضرت جبریل اور حضرت میکائیل کیساتھ اُڑتے ہیں
وردی جناحان من یاقوت [۲] | اللہ تعالیٰ نے انکے دونوں ہاتھوں کے عوض

انکو دو پر عطا فرمائے ہیں۔ روایت کیگئی ہے کہ وہ پر یاقوت کے ہیں"۔
علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ حضرت جعفر کو چڑیوں کے بال و پر کی طرح پر نہیں ہیں جیسا کہ خیال میں آتا ہے بلکہ پر سے مُراد صفت ملکیہ اور قوت روحانیہ ہے جو حضرت جعفر کو عطا ہوئی۔ اسلئے کہ صورت انسانی سب سے بزرگ اور کامل صورت ہے۔
حافظ ابن حجر نے سہیلی کے قول سے اختلاف کیا ہے اور پروں کے حقیقی ہونے پر زور دیا ہے اور کہا ہے کہ پروں کے ہونے سے صورت انسانی میں کوئی فرق نہیں آیا [۳]
حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس مضمون کی بعض روائتیں

[۱] الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۸۲۔
[۲] سیرۃ النبویہ برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۷۸ ۲ مصری
[۳] مواہب الدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۶ مصری، سیرۃ النبویہ برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۸

یہ ہیں۔

(ا) جناب عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ھنیا لک ابوک یطیر مع الملائکۃ فی السماء۔	تجھکو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اُڑتا ہے۔

(ب) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آنحضرت نے آسمان کی طرف رُخ کر کے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! کس کے سلام کا جواب تہا؟ فرمایا۔

مر بی جعفر بن ابی طالب فی ملاء من ملائکۃ فسلم علیّ	جعفر بن ابی طالب ملائکہ کے گروہ کے ساتھ میرے پاس گذرے ہیں انہوں نے مجھکو سلام کیا۔

(ج) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اور آنحضرت کے قریب ہی اسماء بنت عمیس بھی بیٹھی تھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔

یا اسماء ھذا جعفر بن ابی طالب قد مر مع جبریل ومیکائیل فرد علیہ السلام [1]	اسماء! یہ جعفر بن ابی طالب ہیں جو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کے ساتھ گذرے ہیں۔ پھر انکے سلام کا جواب دیا۔

(د) انہی روایات کی بنا پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ذوالجناحین دو پر والا اور طیار اُڑنے والا کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر حضرت جعفر کے بیٹے عبد اللہ کو دیکھتے تو اسطرح سلام کرتے۔ السلام علیک یا ابن ذی الجناحین

---

[1] یہ سب روایات اصابہ جلد اصفحہ ۴۸۶ و ۴۸۷ مطبوعہ مصر میں ہیں۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نے جوتی پہنی۔ نہ اونٹنی پر چڑھا اور نہ زین پر سوار ہوا جو حضرت جعفر سے افضل ہو ؎۱

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نے جوتی استعمال کی نہ زین پر سوار ہوا اور نہ پیدل چلا جو حضرت جعفر بن ابی طالب سے افضل ہو ؎۲

عرب کا محاورہ ہے کہ فلاں سے بہتر کوئی اونٹ پر سوار نہیں ہوا۔ فلاں سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے بہتر روئے زمین پر کوئی نہیں ہے۔ اس لحاظ سے حضرت جعفر حضرت ابوہریرہ کے نزدیک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب سے افضل تھے۔

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا جسکو سات برگزیدہ رفیق و وزیر نہ ملے ہوں۔ اور مجھے چودہ ملے ہیں۔ حمزہ۔ جعفر۔ (طیار) علی۔ حسن۔ حسین۔ ابوبکر۔ عمر۔ مقداد۔ حذیفہ۔ سلمان۔ عمار۔ اور بلال ؎۳

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر سے فرمایا کہ جعفر! تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو اور تم میری عترت اور اہلبیت ہو ؎۴

؎۱ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۸۴۔

؎۲ اصابہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۶

؎۳ اسد الغابہ جلد ۱ ذکر حضرت جعفر۔ دو نام اس روایت میں کم ہیں۔

(۸) حضرت جعفر نے دو ہجرتیں کیں، مکہ معظمہ سے حبش اور وہاں سے مدینہ منورہ گئے۔ کفار سے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور میدان جنگ ہی میں شہید ہوئے اللہ تعالے نے اپنے کلام پاک میں مہاجرین و مجاہدین کی فضیلت اسطرح ارشاد فرمائی ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی جانب سے رحمت اور رضامندی اور (جنت کی) باغوں کی بشارت دیتا ہے جن میں انکے لئے ہمیشہ نعمت ہوگی، اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

دوسرے مقام پر شہیدوں کے متعلق اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اونکو مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ان کو رزق ملتا ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے انکو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس سے خوش ہیں۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

شکریہ

میں اپنے علمی و اخلاقی معاونین اخوان طریقت
مولانا محمد حسین صاحب ، مولانا محمد یحییٰ صاحب
مولانا عبدالرحیم صاحب ، اور مولوی مختار علی
صاحب کا مشکور ہوں

کمترین
مؤلف

تقریظ مبارک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدی و مرشدی حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی سید شاہ محمد غلام محی الدین صاحب قبلہ بلخی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذی اصطفی

فقیر نے شروع سے آخر تک اس کتاب کو دیکھا اسمیں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخی حقیقی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی تحقیق کیساتھ درج ہیں۔ جس سے اسلام کی حقانیت اور مسلمانوں کی عدیم النظیر جرأت وبہادری ظاہر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا موجودہ تنزل وادبار بزرگان دین ہی کی اتباع وپیروی سے دور ہوسکتا ہے۔ اور بزرگان دین کی اتباع وپیروی جبھی ہوسکتی ہے کہ انکے حالات طیبات سے آگاہی ہو اس لئے ہر مسلمان کو اس کتاب کا دیکھنا اور اسکو دیکھکر اپنی اصلاح کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اور اس کے مصنف کو دونوں جہان میں مقبول فرمائے آمین۔ وفقنا اللہ وایاہ لما یحبہ ویرضاہ۔

حررہ العبد محمد غلام محیی الدین

بلخی عفا عنہ